عاشوراء کے روزے کی فضیلت

عاشوراء کے روزے کی فضیلت

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد خاتم الأنبیاء وسید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین وبعد

عاشوراء کی تاریخ :

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یھودیوں کو دیکھا کہ وہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے ، تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ کیا ہے ؟ وہ کہنے لگے : یہ ایک اچھا دن ہے جس میں اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کوا پنے دشمن سے نجات عطا فرمائی تھی ، لھذا موسی علیہ السلام نے روزہ رکھا تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

(میں تم سے زیادہ موسی علیہ السلام کا حقدار ہوں ، لھذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا) صحیح بخاری حدیث نمبر (1865) ۔

قولہ : (ھذہ یوم صالح) یہ اچھا دن ہے یہ مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں جس کا معنی ہے کہ : یہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام اوران کی قوم کو نجات دی اور فرعون اوراس کی قوم کوغرق کردیا ۔

قولہ : (لھذا موسی علیہ السلام نے روزہ رکھا) مسلم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے : (اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کے لیے روزہ رکھا تھا لھذا ہم بھی روزہ رکھتے ہیں) ۔

اوربخاری شریف کی روایت میں ہے : (اور ہم اس کی تعظیم کے لیے روزہ رکھتے ہیں) ۔

اورامام احمد رحمہ اللہ تعالی نے مندرجہ ذیل الفاظ کی زیادتی کے ساتھ روایت کی ہے :

(یہ وہ دن ہے جس دن نوح علیہ اسلام کی کشتی جودی (پہاڑ کا نام ہے) پر رکی تو نوح علیہ السلام نے شکرانے کا روزہ رکھا) ۔

قولہ : (امر بصیامہ) اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا ، اوربخاری شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ : (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا : تم موسی علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہو لھذا تم روزہ رکھو) ۔

یوم عاشوراء کا روزہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ایام جاھلیت میں بھی معروف تھا ، اور روزہ رکھا جاتا تھا لھذا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

اہل جاھلیت اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے ۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

ہوسکتا ہے کہ وہ اس دن کا روزہ رکھنے میں اپنے سے پہلی کی شریعت کو سند مانتے ہوں مثلا ابراھیم علیہ السلام کی شریعت ، اور یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ھجرت کرنے سے قبل مکہ میں ہی اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے اور جب مدینہ ھجرت کی تو وہاں یھودیوں کو اس دن کا جشن مناتے ہوئے دیکھا تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہیں وہی جواب دیا گیا جیسا کہ پہلے حدیث میں ذکر ہوچکا ہے ، لھذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عید اور جشن منانے کی مخالفت کرنے کا حکم دیا جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے :

ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ یھودی یوم عاشوراء کو جشن اور عید منایا کرتے تھے (اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یھودی یوم عاشوراء کو عید کا تہوار مناتے اور اس کی تعظیم کیا کرتے تھے ، اور مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ : اہل خیبر (یھودی) اس دن عید کا تہوار مناتے اور ان کی عورتیں زیورات اور خوبصورت لباس زیب تن کیا کرتی تھیں) تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(تو تم روزہ رکھا کرو) اسے بخاری نے روایت کیا ہے ۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یوم عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کے حکم کا سبب یھودیوں سے مخالفت کی محبت ہے تا کہ جس دن وہ روزہ نہیں رکھتے اس میں روزہ رکھا جائے کیونکہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا ۔ انتھی

صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کلام کی تلخیص ختم ہوئی ۔

روزوں کی تشریع اور فرضیت میں عاشوراء کا روزہ تدریجی حیثیت کا حامل ہے ، لھذا روزوں کو تین حالتوں میں بدلا گیا ، لھذا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مہینہ بھر میں تین روزے اور عاشوراء کا روزہ مقرر کیا ، پھر اللہ تعالی نے روزوں کی فرضیت اس فرمان میں بیان کی :

{ تم پر روزے رکھنے فرض کیے گئے ہیں } دیکھیں : احکام القرآن للجصاص جلد نمبر (1) ۔

لھذا روزوں کی فرضیت عاشوراء کے روزے سے رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت میں منتقل ہوئی ، اور اصول فقہ میں ہلکے اور خفیف کو منسوخ کرکے بھاری اور بڑي چيز فرض کرنے کی دلیل بھی یہی ہے ۔

اور یوم عاشوراء کے روزے کا وجوب منسوخ ہونے سے قبل یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا واجب تھا جس کا ثبوت روزہ رکھنے کا امر ہے پھر اس کی تاکید کی گئی اور پھر اس کی اور بھی زیادہ تاکید اس حکم سے ہوئی کہ مائیں اپنے بچوں کو اس میں دودھ نہ پلائیں ، اور مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ثابت ہے :

جب رمضان المبارک کے روزے فرض کیے گئے تو عاشوراء کا روزہ ترک کردیا گیا ۔ دیکھیں : فتح الباری (247/4) یعنی اس کا وجوب ترک کردیا گیا اور اس کے روزے کا استحباب باقی ہے ۔

<u>یوم عاشوراء کے روزہ کے فضیلت :</u>

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس یوم عاشوراء کے دن اور اس مہینہ یعنی رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کسی اور دن کا روزہ رکھ کر فضیلت حاصل کرنے کی کوشش کرتے نہیں دیکھا ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1867) ۔

اور حدیث میں استعمال لفظ (یتحری) کا معنی یہ ہے کہ : ثواب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہوئے اس کا روزہ رکھا کرتے تھے ۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے میں مجھے اللہ تعالی سے امید ہے کہ وہ پچھلے ایک برس کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے) صحیح مسلم حدیث نمبر (1976) .

لھذا ہم پر یہ اس اللہ رب العزت کا فضل وکرم اور سخاوت ہے کہ صرف ایک دن کے روزے کے بدلے میں ہمارے ایک برس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور یہ کیوں نہ ہو وہ اللہ رب العزت تو بڑے فضل وکرم والا ہے .

<u>یوم عاشوراء کونسا دن ہے :</u>

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں عاشوراء اور تاسوعاء یہ دونوں ہی اسم ممدود ہیں ، اور کتب لغت میں یہی مشہور ہے ، ہمارے اصحاب کہتے ہیں ، عاشوراء محرم کی دس تاریخ ہے اور تاسوعاء محرم کی نو تاریخ کو کہا جاتا ہے ، ہمارا مذہب یہی ہے ، اور جمہور علماء کرام کا بھی یہی کہنا ہے ، اور احادیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور لفظ کے اطلاق کا تقاضہ بھی یہی ہے اور اہل لغت کے ہاں بھی یہی معروف ہے . دیکھیں : المجموع

اور عاشوراء ایک اسلامی نام ہے جس کی پہچان دور جاھلیت میں نہیں تھی . دیکھیں : کشاف القناع جلد دوم صوم المحرم .

اور ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

محرم کی دس تاریخ عاشوراء ہے ، سعید بن مسیب ، حسن رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ :

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء دس محرم کا روزہ رکھنے کا حکم دیا) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے اسے روایت کیا اور اسے حسن صحیح کہا ہے .

اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ بھی مروری ہے کہ انہوں نے نو تاریخ کہا .

اور روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو محرم کا روزہ رکھتے تھے . امام مسلم نے اسی معنی کی روایت کی ہے .

اور عطاء رحمہ اللہ تعالی سے مروی ہے : (نو اور دس تاریخ کا روزہ رکھا کرو اور یھودیوں سے مشابھت اختیار نہ کرو) .

لھذا جب یہ ثابت ہے تو پھر نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا مستحب ہوا ، اور اسی لیے امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے یہی بیان کیا ہے اور اسحاق رحمہ اللہ تعالی کا قول بھی یہی ہے .

<u>عاشوراء کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے :</u>

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ خود رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کی :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کی یھودی اور عیسائی تعظیم کرتے ہیں ، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

لھذا جب اگلا برس آیا تو ہم نے نو محرم کا روزہ رکھا ، ابن عباس رضی اللہ تعالی کہتے ہیں اگلا برس آنے سے قبل ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے . صحیح مسلم حدیث نمبر (1916) .

امام شافعی رحمہ اللہ اوران کے اصحاب اورامام احمد، اسحاق، اوردوسروں کا کہنا ہے کہ : نواوردس محرم دونوں کا ہی روزہ رکھنے مستحب ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس تاریخ کا روزہ رکھا اور نو تاریخ کے روزہ رکھنے کی نیت فرمائی ۔

تواس بنا پرعاشوراء کے روزہ کے مراتب ہیں اس کا کم ازکم مرتبہ یہ ہے کہ صرف عاشوراء کا ہی روزہ رکھا جائے، اوراس سے بڑااوراونچا مرتبہ یہ ہے کہ دس کے ساتھ نو تاریخ کا بھی روزہ رکھا جائے، اور محرم میں جتنے بھی زیادہ روزے رکھے جائیں گے اتنا ہی بہتر اور افضل ہوگا ۔

نومحرم کوروزہ رکھنے کے استحباب کی حکمت :

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

ہمارے اصحاب وغیرہ علماء کرام نے نو محرم کا روزہ رکھنے کی حکمت ذکر کرتے ہوئے کئی ایک وجوہات ذکر کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے :

اس سے یھودیوں اورعیسائیوں کی مخالفت مراد ہے کہ وہ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں، یہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے ۔

دوسری : اس سے یوم عاشوراء کے ساتھ روزہ ملانا مراد ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جمعہ کے دن کا اکیلا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، اسے امام خطابی اوردوسروں نے ذکر کیا ہے ۔

تیسری : صرف دس تاریخ کا روزہ رکھنے میں احتیاط ہے کہ کہیں چاند میں کمی نہ ہو، اوراس طرح روزہ صحیح نہ ہواورغلط ہوجائے تواس طرح نو تاریخ چاند کے اعتبار سے دس ہو۔ انتھی

ان وجوھات میں سب سے قوی یہ ہے کہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت ہے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ساری احادیث میں اہل کتاب کی مشابھت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، مثلارسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے بارہ میں فرمایا :

(اگرمیں آئندہ برس زندہ رہا تومیں ضرور نو تاریخ کا روزہ رکھوں گا) دیکھیں : الفتاوی الکبری جلد نمبر (6) سد الذرائع المفضیۃ الی المحارم ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی اس حدیث (اگرمیں آئندہ برس زندہ رہا تو نو تاریخ کا روزہ رکھوں گا) پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہتے ہیں :

نبی کریم صلی اللہ علیہ کا نو تاریخ کے روزہ رکھنے کا ارادہ کا معنی یہ نہیں کہ صرف نو تاریخ کے روزے پرہی اقتصار کیا جائے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ یا تو احتیاطا دس تاریخ کے ساتھ نو کا بھی روزہ رکھا جائے یا پھر یھودیوں اورعیسائیوں کی مخالفت کی بنا پر، اورراجح بھی یہی ہے اور مسلم شریف کی بعض روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے ۔ دیکھیں : فتح الباری (245/4) ۔

صرف یوم عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھنے کا حکم :

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں : یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا ایک برس کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے اورصرف عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں ۔۔۔ دیکھیں : الفتاوی الکبری جلد نمبر (5) ۔

اورابن حجر ھیتمی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں : صرف عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ۔ دیکھیں تحفۃ المحتاج باب صوم التطوع جلد نمبر (3) ۔

اگرعاشوراء جمعہ کا یا ہفتہ کے دن بھی آئے توروزہ رکھا جائے گا :

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا اور اس پر ابھارا بھی ہے ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر ہفتہ کے دن یوم عاشوراء ہو تو روزہ نہ رکھا جائے ، لھذا اس میں یہ دلیل ہے کہ کسی بھی دن یوم عاشوراء آجائے تو روزہ رکھا جائے ۔

اور ہمارے ہاں یہ جائز ہے ، واللہ اعلم ، اگر یہ ثابت بھی ہو (یعنی ہفتہ کے دن روزہ رکھنا منع ہو) تو اس کے روزہ سے اس لیے روکا گیا ہے کہ اس سے اس کی تعظیم نہ کی جائے اور کھانے پینے اور جماع سے رکا جائے جیسا کہ یھودی کیا کرتے تھے ، اور جو کوئی اس دن کا روزہ رکھتا ہے اس دن کی تعظیم کے لیے نہیں اور نہ ہی اس لیے کہ جو کچھ یھودی ترک کرنے کی کوشش کرتے تھے اس کی وجہ سے تو پھر یہ مکروہ نہیں ۔ ۔ دیکھیں : مشکل الآثار باب صوم یوم السبت جلد نمبر (2) ۔

فرضی روزہ کے علاوہ صرف جمعہ یا صرف ہفتہ کا روزہ رکھنے کی ممانعت وارد ہے ، لیکن جب اس کے ساتھ کسی دوسرے دن کا روزہ ملا لیا جائے تو یہ ممانعت ختم ہو جاتی ہے ، یا پھر مشروع عادت کے موافق ہو جائے مثلا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا ، یا پھر نذر اور قضاء کا روزہ رکھنا یا شریعت نے اس دن کا روزہ رکھنے کا مطالبہ کا ہو جیسا کہ یوم عرفہ اور یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا کہا گیا ہے ۔

دیکھیں : تحفۃ المحتاج باب صوم التطوع جلد نمبر (3) ، اور کشاف القناع باب صوم التطوع جلد دوم ۔

اور صاحب المنھاج کہتے ہیں : (اور صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ممنوع ہے) لیکن اس کے ساتھ دوسرے دن کو ملانے سے یہ کراہت زائل ہو جاتی ہے ، جیسا کہ یہ حدیث میں بھی ثابت ہے ، اور جب عادت یا نذر یا قضاء کے موافق یہ دن آجائے تو پھر اس کا روزہ رکھا جا سکتا ہے اس کا بھی ثبوت حدیث میں ملتا ہے ۔

تحفۃ المحتاج میں شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں : قولہ (جب عادت کے موافق آجائے) یعنی وہ ایک دن روزہ رکھتا اور ایک دن افطار کرتا تھا تو روزے والا دن جمعہ کے موافق آجائے ، قولہ (یا نذر کے موافق آجائے الخ) اور اسی طرح جب شارع کے کہنے پر روزہ رکھا جائے اور وہ دن اس کے موافق آجائے مثلا عاشوراء یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا ۔ دیکھیں : تحفۃ المحتاج باب صوم التطوع جلد سوم ۔

بھوتی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(اور) جان بوجھ کر (صرف ہفتہ کے دن) کا روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ عبداللہ بن بشر اپنی بہن سے بیان کرتے ہیں :

(ہفتہ کے دن کا روزہ نہ رکھو لیکن جو تم پر فرض کیا گیا ہے) اسے امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام حاکم کہتے ہیں یہ بخاری کی شرط پر ہے ۔

اور اس لیے کہ یھودی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنے میں ان کی مشابھت ہے ۔ ۔ ۔ (لیکن اگر یہ موافق ہو) یعنی جمعہ یا ہفتہ کے موافق آجائے (عادت کے موافق آجائے) مثلا یوم عرفہ یا یوم عاشوراء کے موافق آجائے اور اس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں ، کیونکہ اس میں عادت موثر ہے ۔

دیکھیں : کشاف القناع باب صوم التطوع جلد دوم ۔

<u>جب مہینہ کی ابتداء میں شبہ ہو تو کیا کرنا چاہیے ؟</u>

امام احمد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اگر کسی کو مہینہ کی ابتداء میں شبہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے ، اور اسے یہ اس لیے کرنا چاہیے تاکہ وہ نو اور دس محرم کا یقینی روزہ رکھ سکے ، دیکھیں : المغنی لابن قدامہ الصیام ، صیام عاشوراء جلد سوم ۔

اور جسے محرم کے مہینہ کے شروع ہونے کا علم ہی نہ ہو سکے اور وہ دس محرم کے بارہ میں احتیاط کرنا چاہے تو وہ ذوالحجہ کو تیس یوم کا شمار کرے ۔ جیسا کہ قاعدہ بھی یہی ہے ۔ پھر اسے نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا چاہیے ، اور جو کوئی نو تاریخ کی بھی احتیاط کرنا چاہے اسے تین یعنی آٹھ ، نو اور دس محرم کو روزہ رکھنا چاہیے ، (لھذا اگر ذوالحجہ کا مہینہ ناقص یعنی انتیس دن کا بھی ہوا تو یقینا اس نے نو اور دس محرم کا روزہ بھی رکھ لیا) اور اس لیے کہ عاشوراء کا روزہ رکھنا مستحب ہے نہ کہ واجب لھذا لوگوں کو محرم کا چاند ضرور دیکھنے کا نہیں کہا جائے جس طرح کہ انہیں رمضان اور شوال کا چاند دیکھنا ضروری ہے ۔

عاشوراء کا روزہ کس چیز کا کفارہ بنتا ہے ؟

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

سب صغیرہ گناہ کا کفارہ بنتا ہے ، اور اس کی تقدیر یہ ہوگی کہ کبیرہ گناہوں کے علاوہ سب صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنے گا ۔

پھر اس کے بعد رحمہ اللہ کہتے ہیں :

یوم عرفہ کا روزہ دو برس کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے اور یوم عاشوراء ایک برس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے ، اور جب اس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوجائے تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں ۔ ۔ ۔

یہ سب مذکور اشیاء کفارہ بننے کے اہل ہیں لھذا اگر صغیرہ گناہ ہوں تو یہ ان کا کفارہ بن جاتی ہیں ، لیکن اگر نہ تو کبیرہ گناہ ہوں اور نہ ہی صغیرہ ہوں تو پھر ان کی بنا پر نیکیاں لکھی جاتی اور درجات بلند کردیے جاتے ہیں ، ۔ ۔ اور اگر صغیرہ گناہ نہ ہوں بلکہ کبیرہ ہوں تو ہم امید رکھتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں میں تخفیف کا باعث بنتے ہیں ۔

دیکھیں : المجموع شرح المھذب صوم یوم عرفۃ جلد سادس ۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

وضوء وطہارت ، نماز ، اور رمضان المبارک ، یوم عرفہ اور یوم عاشوراء کے روزے صرف صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں ۔ دیکھیں الفتاوی الکبری جلد سادس ۔

روزوں کے ثواب سے دھوکہ میں نہ رہا جائے :

بعض مغرور قسم کے لوگ عاشوراء یا یوم عرفہ کے روزے کے اجر وثواب پر اعتماد کرتے ہوئے دھوکہ میں پڑجاتے ہیں ، حتی کہ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں : عاشوراء کا روزہ رکھنے سے سارے سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں ، اور یوم عرفہ کا روزے رکھنے سے اجر وثواب باقی رہتا ہے ۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

یہ مغرور اور دھوکہ میں پڑنے والا شخص یہ نہیں جانتا کہ رمضان المبارک کے روزے ، اور پانچوں نمازیں تو یوم عرفہ اور عاشوراء کے روزوں سے بھی بڑھ کر عظمت رکھتے ہیں ، اور یہ تو صرف ان کے مابین صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جب کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے ، لھذا رمضان رمضان تک ، اور جمعہ جمعہ تک ان کے مابین گناہوں کا کفارہ اس وقت ہی ہوسکتا ہے جب

کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو پھر یہ سب کچھ قوی ہوکر صغیرہ گناہوں کی تکفیر کا باعث بنتے ہیں ۔

اور کچھ مغرور یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ ان کی اطاعت کے کام تو معصیت وگناہ سے زیادہ ہیں ، کیونکہ وہ نافرمانی اور معصیت میں اپنا محاسبہ ہی نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنے گناہوں کا خیال کرتا ہے ، لیکن جب کوئی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے تو اسے شمار کرلیتا اور یاد رکھتا ہے ، جس طرح کہ وہ لوگ جو اپنی زبان سے استغفار کرتا ہے یا پھر دن میں سوبار تسبیح کرتا ہے پھر وہ مسلمانوں کی غیبت اور چغلی بھی کرتا اور ان کی عزتیں بھی اچھالتا ہے اور سارا دن ایسی کلام کرتا ہے جو اللہ تعالی کا پسند ہی نہیں ، تو یہ شخص اپنی ان تسبیحات اور استغفار کے فضائل تو ظاہر کرتا ہے لیکن وہ غیبت اور چغلی کرنے والوں اور جھوٹے اور کذاب لوگوں کی سزا وعقاب کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا کہ اس کی سزا کیا ہے یا اس طرح دوسری زبانی آفتوں کی سزائیں کیا ہیں ؟ تو اس طرح یہ صرف اور صرف غرور اور دھوکہ کے علاوہ کچھ نہیں ۔

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ جلد نمبر (31) غرور ۔

<u>رمضان کی قضاء والے شخص کا عاشوراء کے دن روزہ رکھنا :</u>

فقہاء کرام نے رمضان کی قضاء ادا کرنے سے قبل یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کے حکم میں اختلاف کیا ہے :

احناف کے ہاں رمضان المبارک کی قضاء ادا کرنے سے قبل نفلی روزہ رکھنا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ، کیونکہ قضاء فوراواجب نہیں ، لیکن مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنا جائز تو ہے لیکن اس میں کراہت ہے ، کیونکہ ایسا کرنے سے قضاء میں تاخیر لازم ہوتی ہے ۔

دسوقی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں : جس کے ذمہ واجب روزہ رہتا ہو اسے نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے ، مثلا نذر والے یا جس کے ذمہ قضاء ہو یا کفارہ کا روزہ رہتا ہو ، چاہے واجب روزے پر مقدم کیا جانے والی نفلی روزہ مؤکد ہو یا غیر مؤکد مثلا عاشوراء اور نوذوالحجہ کا روزہ ہو راجح یہی ہے ۔

اور حنابلہ کے ہاں قضاء رمضان سے قبل نفلی روزہ رکھنا حرام ہے اور اس وقت نفلی روز صحیح نہیں ہوگا اگرچہ ابھی قضاء کا وقت باقی بھی ہو ، بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ فرضی کو شروع کرے تا کہ اس کی قضاء ادا کی جاسکے ۔

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ صوم التطوع جلد نمبر (28) ۔

لھذا مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ رمضان المبارک کے بعد روزوں کی قضاء میں جلدی کرے تا کہ وہ بغیر کسی حرج اور تنگی کے یوم عرفہ اور عاشوراء کا روزہ رکھ سکے ۔

اور اگر اس نے یوم عرفہ اور عاشوراء کا روزہ قضاء کی نیت سے بھی رکھا اور رات کو ہی روزہ رکھنے کی نیت کرلی تو یہ فرضی روزے کی قضاء سے کفائت کرجائے گا ، اور اللہ سبحانہ وتعالی بڑے فضل وکرم والا ہے ۔

<u>***عاشوراء کی بدعات :***</u>

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال پوچھا گیا :

یوم عاشوراء میں جو لوگ سرمہ ، غسل اور مہندی اور مصافحہ وغیرہ کرتے ہیں ، اور دانے وغیرہ پکا کر خوشی وسرور کا اظہار کرتے ہیں کیا اس کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث وارد ہے یا نہیں ؟

اوراگراس بارہ میں کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں توکیا یہ سب کچھ کرنا بدعت ہے یا نہیں ؟

اورایک دوسرا گروہ اس دن غم وحزن اورماتم اورپیاس اور نوحہ وغیرہ کا اظہار کرتا ہے اورمرثیہ پڑھتے ہیں اور گریبان چاک کرتے ہیں توکیا اس کی کوئی دلیل اوراصل ملتی ہے یا نہیں ؟

توشیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

الحمدللہ رب العالمین :

سب تعریفات اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہی ہیں : اما بعد :

اس بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے اورنہ ہی صحابہ کرام سے ثابت ہے ، اورنہ ہی مسلمان آئمہ کرام میں سے نہ توآئمۃ اربعہ اورنہ کی کسی دوسرے نے اسے مستحب قرار دیا ہے ، اورنہ ہی بااعتماد کتب میں اسکے متعلق نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اورنہ ہی صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی روایت مروی ہے بلکہ تابعین کرام سے بھی کوئی صحیح بلکہ ضعیف حدیث بھی مروی نہیں ، نہ توکتب سنن میں اورنہ بھی کتب صحاح اور مسانید میں کوئی روایت ملتی ہے ۔

اورقرون فاضلہ (افضل اوربہتر ادوار) میں یہ اشیاء معروف تک نہ تھیں اورنہ ہی کوئی اسے جانتا ہی تھا ، لیکن بعض متاخرین نے اس بارہ میں کچھ احادیث روایت کی ہیں مثلا :

یہ راویت کیا جاتا ہے کہ : جس نے یوم عاشوراء کوسرمہ ڈالا اس برس اس کی آنکھ خراب نہیں ہوگی یعنی اسے آشوب چشم نہیں ہوگی ، اور جوشخص یوم عاشوراء میں غسل کرے گا اس برس اسے کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی ۔ اس طرح کی احادیث روایت کی جاتی ہیں ۔

اورایک موضوع حدیث میں یہ بھی روایت کرتے جونبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹ باندھی گئی ہے :

جس نے اپنے گھروالوں کے لیے یوم عاشوراء میں وسعت کی اللہ تعالی اس پر سارا سال ہی وسعت کرے گا ۔

تواس طرح کی جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب کی سب جھوٹ اورکذب بیانی پر مشتمل ہیں ۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی نے اس امت کے ابتدائی ایام میں ہونے والے فتنوں اور مقتل حسین رضی اللہ تعالی عنہ اوراس کی وجہ سے مختلف گروہوں نے جو کچھ کیا اس کا خلاصہ ذکر کرتے ہوئے کہا ہے :

لھذا ایک گروہ توبالکل جاھل اورظالم ہوگیا : یا تووہ گروہ منافق اور ملحد ہے یا پھر گمراہ اورخواہشات کا غلام ہے وہ اپنی موالات اوردوستی ظاہر کررہا ہے ، اوراہل بیت کی موالات اور محبت میں یوم عاشوراء کوماتم اورغم وپریشانی اور نوحہ کا دن بنالیتا ہے ، اس میں جاھلیت کا ماتم رخسار پیٹنا اورگریبان چاک کرنا اور جاہلیت کی تعزیت کے شعار اورعلامات کا اظہار کرتا ہے ، تواس طرح اہل ضلال اورگمراہ لوگوں کے لیے شیطان نے مزین کرکے یوم عاشوراء کوماتم کا دن بنا کر رکھ دیا ہے اوراس میں وہ جو کچھ مرثیے اور نوحہ اور غم وحزن کے قصیدے پڑھتے ہیں اسے بھی شیطان نے ان کے لیے مزین کردیا ہے ، اوراسی طرح ایسی روایات اور قصے بیان کرتے ہیں جوسراسر کذب بیانی اور جھوٹ پر مبنی ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ملتی ، اس میں تعصب اورغم کی تجدید اورجنگ وجدال اور مسلمانوں کے مابین حسد وبغض اور فتنہ پھیلانے اورسابقین الاولین پر سب وشتم کے علاوہ سچ والی کوئی بات نہیں ۔

اوران لوگوں کا اسلام کونقصان وضرر اوراسے شر پہنچانا فصیح الکلام شخص توشمار ہی نہیں کرسکتا ، یہ لوگ یا تو متعصب نواصب لوگوں سے جوحسین رضی اللہ تعالی عنہ اوراہل بیت کے بارہ میں تعصب کرتے ہیں سے تعلق ہے ، یا پھر ان کا تعلق ان جاہل قسم کے لوگوں سے ہے جوفساد کا مقابلہ بھی فساد اور جھوٹ کا مقابلہ جھوٹ ، اور شر کے مقابلہ میں شر اوربدعات کے مقابلہ

میں بدعات کرتے ہیں، لھذا انہوں نے اس سلسلے میں یوم عاشوراء میں فرحت وسرور اور خوشی منانے کے آثار وضع کیے اور گھڑ لیے جیسا کہ اس دن سرمہ اور خضاب وغیرہ لگانا اور اہل وعیال پر دل کھول کر خرچ کرنا، اور عام عادت سے ہٹ کر خاص قسم کے کھانے پکانا، اور اس طرح کے دوسرے کام جو خاص تہواروں اور عیدوں اور خوشی کے موقع پر کیے جاتے ہیں ، تو اس طرح ان لوگوں نے یوم عاشوراء کو ایک تہوار اور خوشی کا موقع بنا لیا ہے۔

لیکن اس کے مقابلہ میں دوسرا گروہ اس دن ماتم غم اور حزن اور پریشانی کا اظہار کرتا ہے، اور یہ دونوں گروہ ہی غلط ہیں اور سنت سے خارج ہیں، اگرچہ وہ لوگ (ماتم کرنے والے) قصد اور ارادہ کے اعتبار سے بہت برے اور جاہل اور زیادہ ظالم ہیں، نہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی ان کے خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم سے عاشوراء کے دن یہ کچھ کرنا مسنون ہے، نہ تو غم اور پریشانی اور ماتم کی علامات کا اظہار، اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ اس دن خوشی وسرور اور فرحت کا اظہار کیا جائے۔۔

اور سارے معاملات: مثلا عمومی عادت سے ہٹ کر کھانے تیار کرنا، یا تو دانے وغیرہ پکانا یا پھر نیا لباس زیب تن کرنا یا خرچہ میں وسعت کرنا اور دل کھول کر خرچ کرنا، یا سال بھر کی ضروریات اس دن خرید لینا، یا کوئی خاص عبادت کرنا مثلا اس دن کے ساتھ کوئی خاص نماز ادا کرنا، یا جانور وغیرہ ذبح کرنا یا پھر قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا کہ اس کے ساتھ دانے پکائے جائیں، یا سرمہ اور خضاب وغیرہ لگانا، یا غسل اور مصافحہ کرنا، یا آپس میں ایک دوسرے کی زیارت کرنا، یا مساجد اور میدانوں وغیرہ کی زیارت کرنا۔

یہ سب کچھ برائی اور بدعات میں شامل ہوتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسنون اور ثابت نہیں، اور نہ ہی خلفاء راشدین سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے، اور نہ ہی مسلمان آئمہ کرام میں سے کسی ایک نے اسے مستحب قرار دیا ہے، نہ تو امام ثوری، نہ ہی لیث بن سعد اور نہ ہی امام ابو حنیفہ، اور امام اوزاعی اور نہ ہی امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے نہ ہی امام اسحاق بن راھویہ اور اسی طرح دوسرے کسی امام نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ دیکھیں: فتاوی الکبری لابن تیمیہ۔

اور ابن حاج رحمہ اللہ تعالی نے عاشوراء کی بدعات ذکر کرتے ہوئے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ: زکاۃ کی ادائیگی میں جان بوجھ تاخیر یا تقدیم کرنا کہ عاشوراء کے دن زکاۃ ادا کی جا سکے، اور اس دن کو مرغی ذبح کرنے اور عورتوں کے لیے مہندی کے استعمال کے لیے خاص کرنا بھی بدعات میں شامل ہیں۔ دیکھیں: المدخل جلد اول یوم عاشوراء۔

آخر میں ہماری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے والا بنائے اور ہماری موت ایمان پر لائے، اور ہمیں اپنی رضامندی اور محبوب کام کرنے کی توفیق سے نوازے۔

ہماری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنے ذکر اور شکر بہتر طریقہ سے عبادت پر ہماری مدد و تعاون فرمائے اور ہمیں متقی و پرہیزگاروں میں سے بنائے، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔